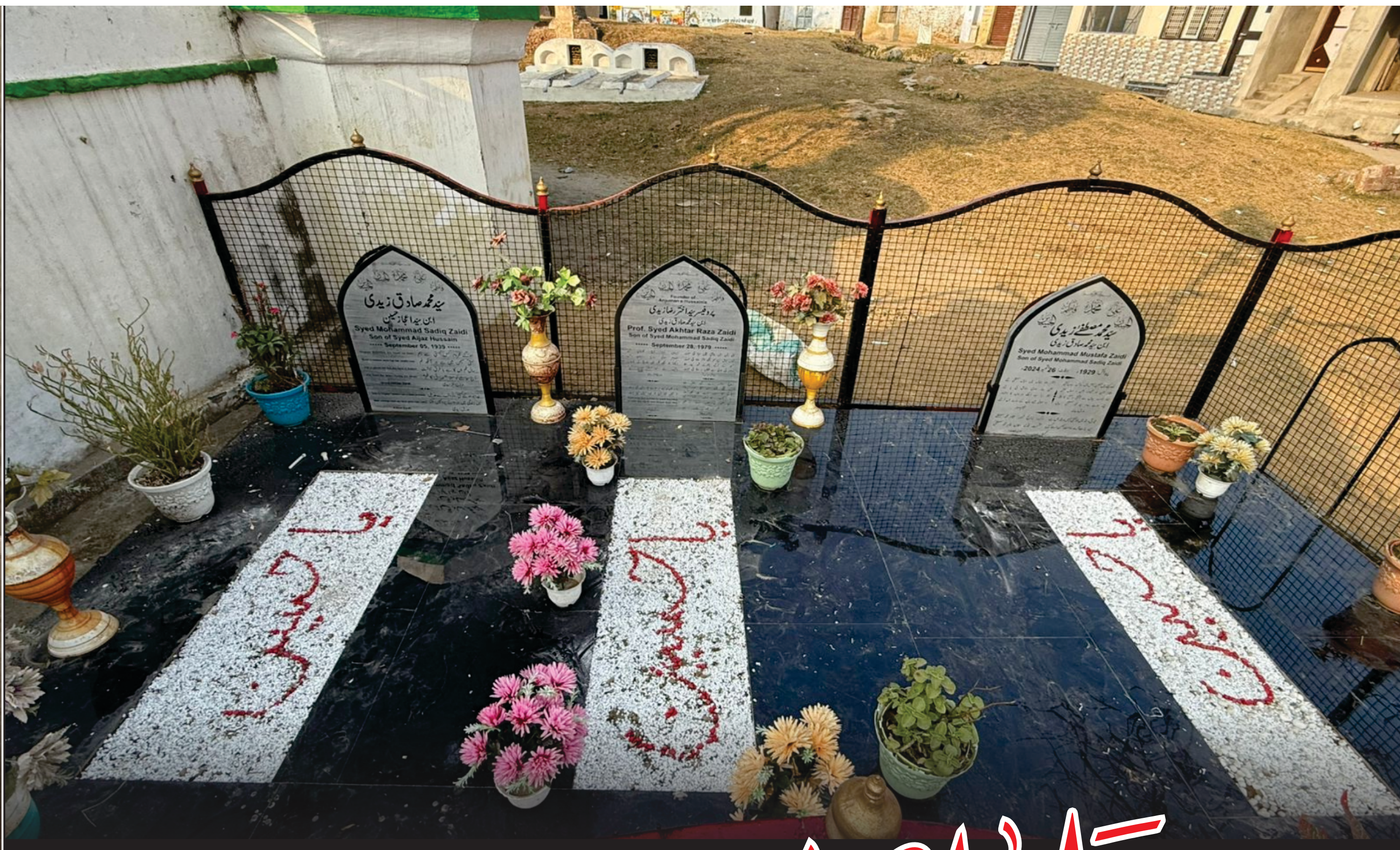




تائیں سادات (بیمن) میں عزا داری اور پروفیسر شیخ خاں ندوی



## معین شاداب

ہندوستان میں عزاداری محض ایک مذہبی عمل نہیں، بلکہ ایک ہمہ گشتی روایت ہے جو صمدیوں پر محیط تاریخی و تہذیبی شعور کی آئینہ دار ہے۔ اس روایت کے مختلف رنگ اور اسباب ہر خطے میں اپنے مخصوص تہذیبی پس منظر کے ساتھ جلوہ گرہ ملتے ہیں۔ باصوفی مکاتو، حیدرآباد، سیو پال، ممبئی، کوکنات اور عظیم آباد وغیرہ کی عزاداری اپنی انفرادیت، وقار اور درویشی لطافت کے سب نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ریاست آتر پردیش کے ضلع بجنور میں بھی عزاداری کی روحانی، تاریخی اور شافعی اہمیت ہے، جس نے بین المذاہب ہم آہمی کی فروغ دیا ہے۔

بجنور شہر کے گلیہاں (جھوپڑ) میں سیارہ چاند پور، منٹاور، بھٹارہ سادات، پورواٹواری اور مین سادات جیسے اصناف کے علاوہ یہاں کے دیہات بھی عزاداری کا مرکز رہے ہیں۔ جن میں پیدی سادات، بھیمڑہ سادات، شکر پوری، کروندہ اور جھوڑ پورہ وغیرہ شامل ہیں۔ سادات برادری میں حرم کی مجالس، تعزیرے، علم اور روحوانی کی روایت نسل در نسل جاری ہے۔ ضلع بجنور میں کچھ ہندو سہیلہ قاسم کی امام آباد میں آج بھی عزاداری کا اہم مرکز ہیں۔ یہاں کبھی نے حرم تک ہر روز مجالس برپا کی جاتی ہیں۔ ان مجالس میں علماء و ذہاکرین کر بلا کے واقعات بیان کرتے ہیں تعزیرے اور علم کے جلوس نکلے ہیں۔ آخر حرم کو حضرت عباس کی یاد میں علم اور ذواہتاج کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ دسویں حرم کو یوم عاشرہ کے بڑے جلوس میں نکالا جاتا ہے۔ ذواہتاج میں کھمبیاں، نام، زنجیر، بڑے اور خونی شامل ہوتی ہے۔ ضلع کے ہر بڑے قصبے میں علاقہ کر بلا موجود ہے۔

پروفیسر اختر رضا زیدی نے نئی یمن سادات (امن، جائے امن) میں لکھنؤ کی تہذیبِ عراق کو رائج کیا۔ وہ تاریخ کے نامور استاد، معتبر مورخ، ناول نگار، شاعر اور بلند پایہ ادیب تھے۔ انھوں نے مرثیہ لوح نگاری کے ذریعے عراقی لوگوں کو سن بیان بخشنا ہے۔ یہ صرف ان کی اپنی ہی بلکہ ارد گرد کے علاؤں کی بھی جذبہ حسینی کو تقویت دینی کی لوگوں نے عراقی اداری کی اہمیت کو بظہر انداز میں سمجھا۔ اس طرح ان کی جدوجہد نے یمن سادات (امن، جائے امن) جیسی چھوٹی اپنی کو ایک روحانی تحریک کا مرکز بنا دیا جس کے نتیجے میں بین الحسا کہ ہم آئیں کفر و ملّا۔ خواندین اور بچوں کی شمولیت سے گئی۔ انھوں نے اپنے علم، قلم، دل و دماغ کے دروازے کھولے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے علم، قلم، دل و دماغ کے دروازے کی بنیاد پر ایک عراقی ادبی فطرت کا مظاہر بنائیں، بلکہ یہ قلم کے خلاف قیام اور حق کی حمایت کا عملی مظہر ہے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی 21 مئی 1917ء کو کسٹین (ماسن، جاے آسن) ساتات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد امرہو چلے گئے جہاں سے انھوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر کھنڈو کے لیے رخت سفر باندھا۔ وہاں انھوں نے پہلے دو برس شیخ کمالیہ میں تعلیم حاصل کی اور پھر کھنڈو چلے گئے۔ جہاں گورنمنٹ کالج (سندھ) میں شعبہ تاریخ میں پروفیسر کے طور پر ان کا تقرر ہوا۔ دو سالہ ملازمت میں انھوں نے سندھ یونیورسٹی سے بی اے کرنے کے بعد پہلی تاریخ عامہ (مسلّم ہسٹری) میں پوسٹ گریجویٹن کے لیے تعلیمی استعداد میں اضافہ کیا۔ انھوں نے کئی

شہرول میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ 1964 میں گورنمنٹ کالج جیکب آباد میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے اور 1975 میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی اپنے آبائی وطن مین (ماہن)، جاے (آمن) سے اپنے تالیف پیش کرتے تھے اور اپنی کتاب جئے پرائس کو مکینے کے لیے بعد قریب تیار رہے تھے۔ وہ مین، مین، مینکس برس پاکستان میں ہے، اپنے آبائی سندت میں مین (ماہن، جاے آمن) ان کے دل و دماغ سے سمجھ کر کبھی جدا نہ ہوا۔ چنانچہ ملازمت سے فراغت ملتے ہی وہ 1979 میں فوری طور سے بریزل اور انکھوں میں اپنی آبائی سرزمین کی زبارت کی تپ لینے آئے، اور ایسے آئے کہ مینکس کی خاک کا پیوند ہو گئے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۷۹ کو ان کا انتقال ہوا۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی لکھن ان کے والد العزیز محمد صادق زیدی کی قبر کے پہلو میں بنائی گئی، جو بسنی کی جامع مسجد کی کیزہیوں کے ساتھ واقع ہے۔ گزشتہ برس ۲۲ ستمبر ۲۰۲۲ء کو پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے برادر خورد سید محمد حفیظ زیدی کی وفات فرما گئے، جنھیں بھی بسنیوں نے اپنا حریف قرار دیا تھا۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کا سلسلہ ہے کہ وہ اپنی نرینرین عشق لکھن آباد سے لگیا یا سکتا ہے کہ وہ اپنی نرینرین نہیں بلکہ انھوں کے درمیان آسودہ خاک ہونا چاہتے تھے

اور ان کی یہ خواہش پوری ہو گئی۔ انھوں نے بنی سادات کو جو تاریخ ۱۹۸۷ء) کی شکل میں لکھی گئی اس میں بھی انھوں نے اپنی اس دلی آرزو کا اظہار کیا تھا:

”وطنِ جبرائیل وطنِ ہوتا ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ: حبِ وطن از ملک سلیمان خوشتر زندہ لوگوں کے آبی کی مکان تھے۔ مردوں کے خاندانی قبرستان تھے۔ میں ابھی وہاں جا کر اپنے آب و اجدادی قبروں کی نشاندہی کر سکتا ہوں۔ یہاں سب خاندان بچے کے گھر پر بھی اپنا گھر بنائے ہوئے ہیں۔ خداجانے ہمارے خاندان کے مرے ہوئے اپنا گھر اپنی دفن کی جگہ چرم خونین کی قبریں لگا رکھی ہیں میں لیکن بچھڑا بھی نہیں ہیں جنہیں ہم بچپان میں سیکے۔ حرم میں قزاقانوں کی طرح جلوں میں شریک ہوجاتے

ہیں۔ عید اور بقرعید میں بھی یہی حال ہے:  
 اک خصوصیت تھی وہ جاتی رہی

(تاریخ عیس مسالوات (یسوئس) میڈیواری ۲۰۲۲ء شائع ہوئی)  
 نصائی، ہلکی اور تاریخی کتابوں کے علاوہ نوحول، سلام اور  
 مناقب پر مشتمل شعری مجموعہ تعلیم کر بلا پر ویڈیو سیریز اختر رضا  
 زیدی کی اہم تصنیف ہے۔ تاریخی کتب میں علی ابن طالب  
 اور خلافت کا عروج و زوال، عمر فاروق، ہیریو، گرانو آف  
 اسلامی دساتو کی اہمیت رحمت ہیں۔ ان کی دیگر کتابوں میں بیجو  
 میشری میڈیواری ۱۵ء شوات، ہسری آف سویلایزیشن،  
 علاوہ ان کے لکھے ڈرائے اہم ہے۔ بیجئے، جنت میں ایک  
 شاعر و شاعر کا قابل ذکر ہیں۔ رحم خدنی کے بعد نوحے کی  
 صنف ہلکی جنت میں ہے۔ ہیریو سیریز تاریخی کتابتانی یاد کر  
 ہے۔ (محول ہیریو کی بیج رحماوی:)

”نوحہ ایک بھولی ہوئی حصفہ ہے موجودہ دور میں  
سوائے نجم آفندی سے کوئی شاعر ایسا دکھائی نہیں دیتا جس نے  
ایسا لہجہ سخن کے انگ انگ میں مٹی پیدا کر کے آؤش کو بلبل کر دیا  
ہو۔ مجھے حرت ہے کہ اختر نے اس سوتے ہوئے نغفے میں  
گوچ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان نوحوں کے ہر ہر شعر،  
بلکہ ہر کلمے کے ہر ہر لفظ میں جذبات اور احساسات کا ایک  
پے پایاں سمندر امنڈنا نظر آتا ہے۔“ (کلیہ کر، 1943)

مترواف تھی یسین سادات (ماں، جائے امن) ایک چھوٹا مہاجر  
روحانی طور پر بیدار تھو۔ یہاں سے سارکان کو اہل بیت  
سے محبت اور عزاداری کا جذبہ ورٹے میں ملتا۔ یہاں  
عزاداری کی روایت تو سنی لیکن مجالس، صلوات اور ذکر کا پرکا  
کوئی قاعدہ نظام نہیں تھا۔ غری و فارسی کے نوے بڑے  
جاتے تھے اور ایم عاشور پر دیکے ہوئے الاؤ کے گرد مہوتا  
تھا۔ پرفیسر سادات رضائی نے یہاں کی رسم عزاداری کو کیا  
نکد آجنگ دینے کے لیے ایک منظم فکری و روحانی اور سماجی  
بیداری کی بنیاد رکھی اور یسین عزاداری کا رنگ روپ تبدیل  
کر دیا۔ انھوں نے سنی سنی گھنٹی عزاداری کو متعارف  
کر دیا اور لکھنؤ کے طرز میں فوجی عزاداری کو متعارف

پروفیسر سید رضا زیدی خود بھی نوے برسے تھے۔ ان کی اس عمر بھی اپنے تحقیق کردہ نوجوں سے قلم دیگر شعرا کے لکے ہوئے نوے پر بھرا کرتے تھے۔ جن میں نجم آفندی قابل ذکر ہیں۔ پروفیسر سید رضا زیدی نے ۱۹۳۲ء میں یکن سادات (ماں، جائے امن) میں لکھنؤی طرز پر نو شعروانی کا سلسلہ شروع کیا اور پہلی دفعہ غلطی سے اس کا عنوان برآمد ہوا۔ انھوں نے ۱۹۳۲ء میں اپنا پہلا کلمہ ہوا جو ”چتر پانچرخ کا گودار ہوا ہے“، پہلی مرتبہ پر بھرا۔ ۱۹۳۳ء میں اس طرح کے پروفیسر سید رضا زیدی نے ”میں اس سواری آتی



ہے، لکھنؤ کا ۸۹ مہرم کوڈو اور پینانج کی برآمدی کے وقت اسے پرھا۔ آج ۹۵ برس بعد بھی ماسی (یمن) میں اس طرز میں یہ نوحہ پڑھنے کی روایت برقرار ہے۔ لکھنؤی انداز کی نوحہ نگاری میں پہلے چار مصرعے نوحہ خواں تنہا پڑھتا ہے، تاہم کرنے والے خاموش رہتے ہیں، جبکہ بعد کے مصرعے سبھی لوگ تاہم کرتے ہوئے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں انھوں نے ”انجمن حسینیہ“ قائم کیا۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی دختر نیک اختر، مہر اختر رضا  
'بہاؤ اختر' میں لکھتی ہیں:

”اختر رضایِ اوری اور سستی کے دیگر نوجوان لکھنؤ میں تعلیم پا رہے تھے اور محرم کے دنوں میں یمن آتے تھے۔ اختر زیدی نے لکھنؤ کی عوامی ادارہ کی کبھی اور یمن میں عوامی ادارہ کی خاطر بقید بدل ڈالا۔ انھوں نے نوجوانوں کی ایک انجمن، انجمنِ حسینہ کے نام سے قائم کی۔ نوجوان نوحہ خوانوں کے لیے ہرے رنگ کے جیجر بنوائے اور انھیں نوحہ پڑھنے اور ماتم کی تربیت دی۔ اختر

زیدی بچپن سے ہی شاعری کرتے تھے، سو خود نوے لکھے شروع کیے اور خصوصاً انداز میں ان کی دھنیں بنائیں۔ یمن اور فوجی بستیوں میں بھی ان کے نوے مشہور ہو گئے۔ ان کے لکھے ہوئے نوے تاریخی نوعیت اختیار کر گئے اور آج بھی یمنی اداات (ماسن، جانے اٹن) میں محرم کے جلوں میں پڑھ جاتے ہیں۔ محرم کی چاند رات کو ان کا مشہور نوہ آج بھی اس طرح پڑھا جاتا ہے:

پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے  
اور محرم کی آٹھ تاریخ کو انھوں نے جلوسِ ذوالجنح نکالنے  
کی ابتدا کی۔ اپنا نوہ جلوس میں ایک نئے طرز سے پڑھا:

جو نہر پہ پیسا سوتا ہے  
یہ اُس کی سواری آتی ہے  
آج بھی مین سادات کے جلوس میں یہی نوحہ و الجناح  
کی آمد پر پڑھا جاتا ہے۔“

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے پاکستان، ہجرت کر جانے کے بعد مینم میں سید علی اختر زیدی نے انجمن عداوری کی قیادت کی۔ ان کے انتقال کے بعد سید اختر رضا زیدی کے

سچانہ میں عابد کے پڑا طوق گلے میں  
اور قید بھی وہ صاحب آزار ہوا ہے  
نوشنودی زہرا کا وہ حامل ہوا اختر  
تو سبطِ پیمر کا عزادار ہوا ہے

☆

یہ خون ہے اُس کی سواری آتی ہے  
یہ سواری آتی ہے رن کو دھوتا ہے

یہ اُس کی سواری ہے  
 شمشیروں کے سائے میں جو  
 قاتل تھا حسینؑ پرچم کو  
 دیتی ہے وفا اب تک جس کو  
 سے دل تو خون کے آنسو رو  
 جو فوجِ خدا کا افسر تھا  
 یہ اُس کی سواری آتی ہے  
 محاسن جو رن سے آتے تھے  
 درِ مشکب کینے لاتے تھے  
 میزوں پر سبز سے کھاتے تھے  
 ہاں بچوں کو غش آتے تھے  
 سب رو رو کر چلا تے تھے  
 جو نہر سے پانی لاتا ہے  
 اُس کی سواری آتی ہے

تاریخی نوے ہیں جو 1932ء سے 2025ء تک  
 خلف مقامات پر پڑے اور اسے جاریہ ہیں۔  
 سے ان کی مدت میں پروفیسر سید اختر رضا بی کے  
 سے جانے کا سلسلہ تیسری نسل میں داخل ہو چکا  
 (نام، جائے اس) میں صاحب بیاض خواں  
 اور ان کے فرزند شمع علی روشن بھی سید اختر رضا  
 سے پڑے ہیں۔ صاحب سراج پانڈت اور اٹھ  
 نوے پڑے ہیں۔ پچپان کے والد ہوئے  
 اور مہربمیت بہمنان کے تخت نشین ہوئے  
 (الطاف اور بیٹوں میں بھی یہ مشہور زمانہ ہوئے  
 ہیں۔

[illegible]

بہر سید اختر رضاییدی کا کردار صرف ایک عزا دار کا ایک معمار کا تھا۔ جنہوں نے اپنے خواب کی تعبیر روشن کیا وہ آج بھی زمانے کے ذہن و دل کو روشنی ہے۔ ان کی خدمات کو یاد کرنا، ان کے مشن کو آگے نسل کو اس فکری و روحانی میراث سے جوڑنا وقت کی ہے۔

بہر سید اختر رضا زیدی کی خدمات کا تذکرہ اجتماعی  
 ہے، کیونکہ جو قوم اپنے محسنوں کو بھلا دے،  
 کے اندھیروں میں گم ہو جاتی ہے۔ وہ زبانیں جو  
 سے ترقی پاتی ہیں اور وہ قدم جو عزا داری کی راہوں  
 دھو رہے ہیں، تاریخ انہیں اپنے سنہرے اوراق میں  
 ہے۔ ■■■

برادر خود سید محمد مصطفیٰ زیدی نے اس روایت کو برقرار رکھا۔ سید محمد مصطفیٰ زیدی کا گزشتہ برس (2024) انتقال ہو گیا۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے فرزندان علی زیدی المعروف ’حانی‘ اور مصطفیٰ زیدی عرف ’صغیر‘ عزاواری کی خاندانی روایت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی سرپرستی میں (جو ماں میں ہی قیام پذیر ہیں) عزاواری کا اہتمام اس جوش و ولولے اور احترام و عقیدت سے کر رہے ہیں، جو ان کے اکابرین کی شائستہ رہی ہے۔

”اُنہیں حسینہ بہن کی بنیاد پر میسر ہو رہی ہے۔ انہیں رضا زینت سے ڈال دیا ہے۔ یہی سنی سادات (ماں) کے جانے اس کی کو اٹھیں باپ باپ، اچھے سنی ہیں لیکن اب یہاں انہیں کو تعویذ خاصہ بڑھ گئی ہے۔ انہیں حسینہ کے علاوہ، کئی دیگر انجمنیں سرگرم ہیں۔ سنی میں انہیں سوکارا حسین، انجمن الصالحین، انجمن النور، حسینہ، انجمن فیضان الہی، انجمن شیدائے ائمہ، انجمن حسینہ زہرا، وغیرہ قائم کی گئی ہیں۔ انہیں انجمنوں سے وابستہ کیا گیا ہے۔ انہیں کو لوگوں کو اور اشریت گردنہ میں خوان اپنے کتا کا جو دنگار ہے۔ خورشید عری اور کلمہ اصفو نے و مرے کلمے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ دونوں شعر اوجوں اور مرثیوں کے علاوہ محاکمات، سلام، اور منتقبت بھی لکھتے ہیں۔“

ایجنٹ حسین میں ماسی میں شاعر عباس (حرم) مبینا بنی  
 حرم) شہد حسین (حرم) آزاد  
 بھائی (حرم) نعیم اختر (حرم)  
 شال رہے۔ جبکہ اصحاب رضاء، اسد  
 عباس انجمن کو سنبھالے ہوئے  
 ہیں۔ ایجنٹ سوار حسین سے میر حسین  
 (حرم) عبدالرشید (حرم) غلام  
 عابد (حرم) غلام حسین (حرم)  
 الیاس حسین (حرم) غلام پیچین  
 (حرم) عابد حسین (حرم)، ریاض  
 حسین (حرم) وابستہ رہے ہیں۔

اب غلام رضا، اطہر علی، شبیر حسین وغیرہ  
انجمن سوگوار حسین کا حصہ ہیں۔ انجمن انصار حسین میں علی نظر  
(مرحوم) کے علاوہ نشاط، ریاض حسین وغیرہ شامل رہے ہیں۔

انجمن لشکر حسینی میں خوشید عصری، مرغوب عالم، اشعر  
عصری رسول، انجمن فیضانِ اہل بیت میں فیروز علی اور رجب  
علی، انجمن شيرائے حسینی میں محمود اصغر، عابد حسین، مظفر علی اور  
انجمن دُعائے زہرا میں نایاب علی، انصار حسین، شراب علی وغیرہ  
مبین سادات (ماہنہ جائے امن) میں رسومِ عباداری کو  
خصوصیت کے ساتھ سنبھالے ہوئے ہیں۔

بقی کے مرثیہ نگاروں میں انظار حسین (مرحوم) لیاقت حسین (مرحوم) انصار حسین (مرحوم) خدا بخش (مرحوم) اسماعیل (مرحوم) غلام حسنین (مرحوم) عبدالحمید (مرحوم) وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ عہد حاضر کے مرثیہ نویس پڑھنے والوں میں شوخیز زبانی، علی جان، نعیم، شوخیز حسین، عابد حسین، حسن علی اور مہدی رضا کے نام اہم ہیں۔

صرف بین سادات (ماں، باپ، جانے اس) میں بیٹھیں  
ہندستان کے کئی دیگر مقامات پر بھی پروفیسر اختر رضا یدی  
کے نوے انھیں کے طرز میں پڑھتے جاتے ہیں۔ ہندستان  
کے علاوہ پاکستان اور امریکہ کے بعض شہروں میں بھی ان کا  
رشتی کلام سننے کو ملتا ہے۔ چاندنات اور جلیں ڈو ابناں کے برآمد  
ہونے پر پڑھتے جاتے والے ان کے دوشمہ ہونے قارئین  
کے ملاحظے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں:

پھر چاند خرم کا نمودار ہوا ہے  
پھر چاک دل احمد مختار ہوا ہے  
اس چاند میں قاسم کے کدے دست خانی  
سر نگاہ بھن کا سر بازار ہوا ہے  
اس چاند میں بازو کے عباس جری کے  
خضدا علم حیدر گزرا ہوا ہے  
اس چاند میں اکبر کے گری سینے پہ برجی  
اصغر ہدف تیر ستر ہوا ہے  
اس چاند کی دسویں کو بہن بھائی سے چھوٹی  
پالاق تن سید ازار ہوا ہے







# मामन सादात में अपना दासी और प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी



मोईन शादाब

हिन्दुस्तान में अज़ादारी महज़ एक मज़हबी अमल नहीं, बल्कि एक हमग़ायी सज़ाफ़ती रिवायत है, जो सदियों पर मुहीत तारीख़ी-व-तहज़ीबी शुज़ की आईना-दार है। इस रिवायत के मुख़लिफ़ रंग और असालीब हर ख़िते में अपने मख़सुस तहज़ीबी पस-मंज़र के साथ ज़लवार ग़ोते हैं। बिल-ख़ुसूस लखनऊ, हैदराबाद, भोपाल, मुंबई, कोलकाता और अज़ीमाबाद वग़ैरा की अज़ादारी अपनी इन्फ़ि़र्रादियत, वक्रार और रिवायती लताफ़त के सबब नुमाय़ी मुक़ाम रखती है। रियासत उतर प्रदेश के ज़िला बिजनौर में भी अज़ादारी की रूहानी, तारीख़ी और सज़ाफ़ती अहमियत है, जिसने बैन-अल-मज़ाहिब हम-आहंगी को भी फ़रग़ा दिया है।

बिजनौर शहर, नगीना, नाहटौर, धामपुर, स्योहारा, चाँदपुर, मंडावर, बुखारा सादात, ड़ालू, कोतवाली, और मेमन सादात जैसे क़सबात के अलावा यहाँ के देहात भी अज़ादारी का मरकज़ रहे हैं। ज़िनमें पेदी सादात, भनेड़ा शक़पुरी, सादात, कर्दादा और छज़पुरा वग़ैरा शामिल हैं। सादात बिरादरी में मुहर्म्म की मज़ालिस, ताज़िये, अलम और नौहा-ख़्वानी की रिवायत नस्ल दर नस्ल जारी है। ज़िला बिजनौर में तक्रसीम-ए-हिंद से पहले क़ायम कई इमाम बाराग़ह, आज भी अज़ादारी का अहम मरकज़ हैं। यहाँ यक़ुम से दस मुहर्म्म तक हर-रोज़ मज़ालिस बरपा की जाती है। इन मज़ालिस में उलमा व ज़ाक़रीन करबला के वाकिअत बयान करते हैं। ताज़िये और अलम के जुलूस निकलते हैं। आठ मुहर्म्म को हज़रत अब्बास की याद में अलम और जुलुजनाह का जुलूस निकाला जाता है। दसवीं मुहर्म्म को यौम-ए-आशूरा के बड़े जुलूस में ताज़िये, जुलजनाह, अलम-ए-मुबारक, मामन, जंजीर-ज़नी और नौहा-ख़्वानी शामिल होती है। ज़िले के हर बड़े क़स्बे में अलामती 'करबला' मौजूद है।

बिजनौर के मुख़लिफ़ इलाक़ों में होने वाली अज़ादारी का कोई न कोई इश्ति़सास है। नौ मुहर्म्म-उल-ह़राम को बिजनौर में महल्ला बादलीवाला से अलम का जुलूस बरामद होता है, जो शहर भर से गुज़रते हुए बुखारा सादात में ख़त्म होता है। पेदी सादात से सात मुहर्म्म को जुलूस-ए-अलम निकलकर बुखारा पहुँचता है और वहाँ मज़लिस का एहतिमाम होता है। आईदा रोज़ आठ मुहर्म्म को बुखारा से अलम का जुलूस बरामद होकर पेदी पहुँचता है, जहाँ दोनों अलमों का मिलाप होता है और वहाँ भी मज़लिस बरपा होती है। पेदी से बुखारा और जवाब में बुखारा से पेदी तक जुलूस की ये रिवायत दो सदी क़दीम है। बिजनौर और बुखारा सादात के तारीख़ी जुलूस-ए-अलम-ए-मुबारक और मज़ालिस, नगीना की मज़ालिस और आशूरा का जुलूस, धामपुर का जुलजनाह का रिवायती जुलूस और स्योहारा की मुहर्म्म की महाफ़िल और ताज़िए के जुलूस काबिल-ए-ज़िक़्र हैं। इसी तरह मेमन सादात में लखनवी तर्ज़ की अज़ादारी की ख़ास अहमियत है, बिलख़ुसूस चाँद रात और आठ मुहर्म्म को निकलने वाले जुलूस, शबीह-ए-ताबूत, मज़ालिस और इमाम बाराग़हों में होने वाली नौहा-ख़्वानी का बड़ा शुहरा है। मेमन सादात एक तारीख़ी मौज़ा है, जो किरतपुर-नजीबाबाद रोड पर वाक़े है। मेमन सादात को तक्ररीबन नौ सौ बरस क़ब्बल सय्यद शाह अशरफ़ अली अल-वास्ती ने इराक़ से आकर बसाया था। रिवायत है कि मेमन का अरल्ल नाम 'मामन' था, जो बाद में मेमन कहलाने लगा। मामन यानी 'जा-ए-अन्न'। *(ब-हवाला याद करोग़े दुनिया)''*। *(मशाहीर-ए-अदब और मुस्ताफ़ा ज़ैदी), तहक़ीक़, तदवीन, तर्तीब: सय्यद नुसरत ज़ैदी, सफ़हा नंबर 11)* तक्ररीबन 6 से 7 हज़ार की आबादी वाले इस क़स्बे को ज़िले में शिया सादात के मरकज़ के तौर पर देखा जाता है। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) में मुहर्म्म के दौरान अज़ादारी भएषूर अक़ीदत और नज़्म-ओ-ज़ब्ब के साथ होती है। मज़ालिस, जुलूस, शबीह-ए-ताबूत, ताज़िए, अलम और जुलजनाह की रिवायत आज भी ज़िंदा हैं। यहाँ

मज़ालिस चाँद रात से शुरू होकर आशूरा तक जारी रहती हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने बस्ती मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) में लखनऊ की तहज़ीब-ए-अज़ा को राइज़ किया। सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी तारीख के नामवर उस्ताद, मोतबर मुअरिख़, क़ादिर-उल-क़लाम शायर और बुलंद-पाया अदीब थे। उन्होंने मर्सिया-व-नौहा-निग़ारी के ज़रिए अज़ादारी को हुस्न-ए-बयान बाख़्शा, जिससे न सिर्फ़ उनकी अपनी बस्ती में, बल्कि इर्द-गिर्द के इलाक़ों में भी जज़्बा-ए-हुसैन को तकवियत मिली और लोगों ने अज़ादारी की अहमियत को बेहतर अंदाज़ में समझा। इस तरह उनकी ज़द-ओ-ज़हद ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) जैसी छोट्टी सी बस्ती को एक रूहानी नौहरीक का मरकज़ बना दिया, जिसके नतीजे में बैन-अल-मसालिक हम-आहंगी को फ़रोग़ मिला। ख़वातीन और बच्चों की शुमुलियत से अज़ादारी एक फ़ेरलू और नस्ल-दर-नस्ल जारी रहने वाला अमल बन गई। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने अपने इन्म, क़लम, अमल और क़िरादर से ये साबित किया कि अज़ादारी फ़क़त ग़म का इज़हार नहीं, बल्कि ये जुल्म के ख़िलाफ़ क़ायम और हक़ की हिमायत का अमली मज़हर है। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी 21 मई 1917 को बस्ती मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) सादात पैदा में हुए। इब्तिदाई तालीम के बाद वो अमरोहा चले गए, जहाँ से उन्होंने मैट्रिक का इतिहान पास किया और फिर लखनऊ के लिए रख़्त-ए-सफ़र बंध किया। वहाँ उन्होंने पहले दो बरस शिया कॉलेज में तालीम हासिल की और फिर लखनऊ यूनिवर्सिटी से से बी. ए. (ऑनर्स) किया। तक्रसीम-ए-वतन के बाद वो पाकिस्तान चले गए, जहाँ गर्वनमेंट कॉलेज (सिंध) में शोबा-ए-तारीख़ में प्रोफ़ेसर के तौर पर उनकी तक्ररीरी हो गई। दौरान-ए-मुलाज़मत ही उन्होंने सिंध यूनिवर्सिटी से बी. टी. करने के बाद पहले तारीख आम्मा (जनरल हिस्ट्री) और फिर मुस्लिम तारीख (मुस्लिम हिस्ट्री) में पोस्ट ग्रेजुएशन करके तालीमी इस्तिअदाद में इज़ाफ़ा किया। उन्होंने कई शहरों में तदरीस के फ़राइज़ अंजाम दिए। 1964 में वो गर्वनमेंट कॉलेज जैकबाबाद में प्रिंसिपल के ओहदे पर फ़ाइज़ हुए और 1975 में मुलाज़मत से सुबुक-दोश हुए।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी अपने आबाई वतन मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) से बे-इतिहा इश्क़ करते थे। वो अपनी जा-ए-पैदाइश को देखने के लिए हमा-वक़्त बेताब रहते थे। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी 32-33 बरस पाकिस्तान में रहे, लेकिन इस मुद्द में मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) उनके दिल-ओ-दिमाग़ से लम्हा भर को भी जुदा न हुआ। चूनाफे मुलाज़मत से फ़राग़त मिलते ही वो १९७९ में बुफ़र-ए-शीक़ से लंबेज़ दिल और आँखों में आबाई सज़मीन की ज़ियात की तइप लिए मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) आए और ऐसे आए कि यहाँ की ख़ाक़ का पैवंद हो गए। २८ सितंबर १९७९ को उनका इतिहाल हो गया। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की लहद उनके वालिद-ए-मोहतरम सय्यद मुहम्मद सादिक ज़ैदी की कब्र के पहलू में बनाई गई, जो बस्ती की जामे मस्जिद की सीढ़ियों के साथ वाक़े है। गुज़रात बरस २६ सितंबर २०२४ को प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के बिरादर-ए-ख़ुद सय्यद मुहम्मद मुस्ताफ़ा ज़ैदी भी वफ़ात फ़रमा गए, उन्हें भी यहाँ दफ़न किया गया। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के अपने वतन से बे-इतिहा इश्क़ का अंदाज़ा इस बात से लगाया जा सकता है, कि वो किसी दयार-ए-ग़ैर में नहीं अपनों के दरमियान आसूदा-ए-ख़ाक़ होना चाहते थे और उनकी ये दिली ख़्वाहिश पूरी हुई। उन्होंने मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) की निशानदही कर सकता हूँ, यहाँ सब अपना है, मगर फिर भी अपना कुछ नहीं है। ख़ुदा जाने हमारे ख़ानदान के मेरे हुए कहीं-कहीं दफ़न है। चंद महमूदीन की कब्रें कराची में हैं, लेकिन कुछ ऐसी भी हैं, जिन्हें हम पहचान नहीं सकते।

मुहर्म्म में तमाशाइयों की तरह जुलूस में शरीक हो जाते हैं। ईद और बकरईद में यही हाल है: एक खुसूसियत थी वो जाती रही।

[तारीख मेमन सादात (मेवा मन) ये डायरी २०२२ में शायी हुई]

निसाबी, इल्मी और तारीखी किताबों के इलावा नौहों, सलाम और मनाक़िब पर मुश्तमिल शैरी मज़मूआ 'कलीम-ए-करबला' प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की अहम तसनीफ़ है। तारीखी कुतुब में 'अली इब्न-ए- तालिब' और 'ख़िलाफ़त का उरूज-ओ-ज़वाला' 'मिर ऑफ़ हिस्ट्री बायोग्राफ़ी ऑफ़ इमाम अली' दस्तावेज़ की अहमियत रखती है। उनकी दीगर किताबों में 'ज्योमैटरी मेड ईजी', 'ए शॉर्ट हिस्ट्री ऑफ़ सिविलाइज़ेशन' के अलावा उनके लिखे ड्रामे 'इब्न-ए-आदम से पहले', 'जन्मत में एक महाफ़िल-ए-मुशायरा' भी काबिल-ए-ज़िक़्र हैं। नज़्म आफ़ंदी के बाद नौहे की सिफ़्फ़ को ज़िला बाख़्शाने में प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी का नाम काबिल-ए-ज़िक़्र है। बक़ौल मुस्ताफ़ा ज़ैदी तेरा इलाहाबादी:

“नौहा एक भूली हुई सिफ़फ़ है। मौजूदा दौर में सिवाए नज़्म आफ़ंदी के कोई शायर ऐसा दिखाई नहीं देता, जिस ने लैला-ए-सुखन के अंग-अंग में मुक्ति पैदा कर के आदर्श को बुलंद कर दिया हो। मुझे मुश्क़िल है कि अख़्तर ने इस सोते हुए नामे में गुंज़ पैदा करने की कोशिश की है। इन नौहों के हर-हर शेर, बल्कि यूँ कहिए कि हर-हर लफ़्ज़ में ज़ब्बात और एहसासात का एक बेपयायी समंदर उमड़ता नजर आता है।”

(कलीम-ए-करबाला, 1943)

'कलीम-ए-करबला' 1943 में इलाहाबाद से शायी हुई थी। १९४६ में इसका दूसरा एडीशन तबअ हुआ। इसमें प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर ज़ैदी के अलावा मुस्ताफ़ा ज़ैदी के बड़े भाई मुज्ताबा ज़ैदी के नौहे भी शामिल हैं, जो अज़हर मेमनवी के नाम से शायरी करते थे। इस किताब में प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर ज़ैदी के १९



नौहे और मुजतबा ज़ैदी के १५ नौहे शायी हुए हैं। मुस्ताफ़ा ज़ैदी ने नौहों के इस मुश्क़तर्क मज़मूए का पेश-लफ़्ज़ लिख़ा था।

नौहों सलाम, मर्सिए और मनक़बतों पर मबनी प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी का ये कलाम इज़ाफ़े के साथ, बाद में 'बयाज़-ए-अख़्तर' के नाम से अलैदा भी शायी हुआ। जिसकी तबाअत का एहतिमाम उनके सलादतद फ़रज़ंद अली ज़ैदी ने बड़ी अक़ीदत के साथ किया, वो ख़ुद भी मारुफ़ शायर व अदीब हैं और ह्यूस्टन अमरीका में मुक़ीम हैं। सय्यद अख़्तर ज़ैदी ने अमरोहा में दौरान तालीम ही नौहा-निग़ारी शुरू कर दी थी। उन्होंने कमाल अमरोही के साथ नौहे लिखने शुरू किए, जो नौवीं और दसवीं में उनके हम जमाअत थे। यहाँ से कमाल अमरोही मुंबई चले गए और सय्यद अख़्तर ज़ैदी लखनऊ के लिए आज़िम-ए-सफ़र हो गए थे।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने न सिर्फ़ इल्म की रौशनी तक्रसीम की बल्कि अपनी ज़ात के इख़लास और ज़ब्बा-ए-ईसार से लबरेज़ अपनी ख़िदमात से एक ज़माने को रौशन किया। उनके दिल में मुहब्बत-ए-हुसैन एक ज़िंदा हकीक़त बनकर धड़कती थी। जब उनके आबाई वतन की फ़ज़ा में सुक़ुत तारी हुआ और अज़ान-ए-हुरियत की सदाई धीमी पड़ रही थी, उस वक़्त उन्होंने हुसैनी फ़िक़्र की शमा रौशन की।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) जैसी छोटे से ख़िते को अज़ादारी का मरकज़ बना दिया। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) में अज़ादारी का चराग़ वक़्त की आँधियों से बेनियाज़, आज भी रौशन है, जो अज़ादारान-ए-मज़लूमून-ए-करबला के लिए मशअल-ए-राह है।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की ये कोशिश सिर्फ़ मज़ालिस या जुलूसों तक महदुद न थी, बल्कि ये एक फ़िक़री तहरीक, एक रूहानी बेदारी और एक

तहज़ीबी अहया के मुतरादिफ़ थी। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) एक छोटा मगर रूहानी तौर पर बेदार ख़िता था। यहाँ के सफ़िकनान को अहल-ए-बैत से मुहब्बत और अज़ादारी का ज़ब्बा विसे में मिला था। यहाँ अज़ादारी की रिवायत तो थी, लेकिन मज़ालिस, जुलूस और ज़िक़्र-ए-करबला का कोई बाकायदा निज़ाम नहीं था। अरबी-व-फ़ारसी के नौहे पढ़े जाते थे, यौम-ए-आशूरा पर दहके हुए अलाव के गिर्द मातम होता था। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने यहाँ की रस्म-ए-अज़ादारी को नया रूख़-ओ-आहंग देने के लिए एक मुनज़्जम फ़िक़री, रूहानी और समाजी बेदारी की बुनियाद रखी और मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) में अज़ादारी का रंग-रूप तब्दील हो गया। उन्होंने यहाँ लखनवी अंदाज़ की अज़ादारी को मुतआरिफ़ कराया और लखनऊ के तर्ज़-ए-नौहा-ख़्वानी को बस्ती में राइज़ किया।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ख़ुद भी नौहे पढ़ते थे। उनकी लहन अच्छी थी। अपने तखलीक़ कर्दा नौहों से क़ब्बल वो दीगर शुहरा के लिखे हुए नौहे पढ़ा करते थे। उन्होंने १९३२ में मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) सादात में लखनवी तर्ज़ पर नौहा-ख़्वानी का सिलसिला शुरू किया। इसी साल उन्होंने अपना लिखा हुआ नौहा “फिर चाँद मुहर्म्म का नुमूदार हुआ है।” पहलेली मर्तबा पढ़ा। यहाँ अहाता मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) से पहली मर्तबा जुलजनाह बरामद हुआ। १९३४ में सात मुहर्म्म को प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने “फिर उसकी सवारी आती है” नौहा लिखा और आईदा रोज़ आठ मुहर्म्म को जुलजनाह की बरआमदगी के वक़्त इसे पढ़ा। आज ९० बरस बाद भी मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) में इसी तर्ज़ में ये नौहा पढ़ने की रिवायत बरक़रार है। लखनवी अंदाज़ की नौहा-निग़ारी में पहले ४ मिसरे नौहा-ख़्वाँ तन्हा पढ़ता है, मानम करने वाले ख़ामोश रहते हैं। जबकि बाद के मिसरे सभी लोग मानम करते हुए साथ-साथ पढ़ते हैं। १९३४ में उन्होंने 'अंजुमन-ए-हुसैनिया' क़ायम की।

मुस्ताफ़ा ज़ैदी ने संभाली। जब वो ज़ईफ़ हो गए तो उन्हीं की सरपरस्ती में एहतिशाम हैदर और साबिर रज़ा ने बहुस्न-ओ-ख़ुबी अज़ादारी को जारी रखा। गुज़रात बरस (२०२४) सय्यद मुहम्मद मुस्ताफ़ा ज़ैदी का इतिहाल हो गया। उनकी रहलत के बाद उम्मीद की जाती है कि उनके फ़रज़द ऐज़ाज़ मुस्ताफ़ा (अली ज़ैदी) अल मारुफ़ 'हानी' और क़ंवर मुस्ताफ़ा ज़ैदी उर्फ़ 'हीनू' अपने भाईयों के हमराह अज़ादारी और दीवानखाने की ज़िम्मेदारियाँ संभालकर इस कार-ए-ख़ैर को आगे बढ़ाएँ। सय्यद मुहम्मद मुस्ताफ़ा ज़ैदी की अहलिया की सरपरस्ती में आज भी मेमन में अज़ादारी पूरे जोश-ओ-जज़्बे, एहतिराम-ओ-अक़ीदत और उसी रिवायत के साथ मुनअक्रिद हो रही है, जो अकाबिरीन की पहचान है।

'अंजुमन-ए-हुसैनिया', जिसकी बुनियाद प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने डाली थी, बस्ती मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) सादात की अब्खली बाज़ाबता अंजुमन थी। लेकिन अब यहाँ अंजुमनों की तादाद ख़ासी बढ़ गई है। 'अंजुमन-ए-हुसैनिया' के अलावा, कई दीगर अंजुमनें सरगम हैं। ज़िनमें 'अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन', 'अंजुमन अंसार-ए-हुसैन', 'अंजुमन लश्कर-ए-हुसैनी', 'अंजुमन फ़ैज़ान-ए-अहल-ए-बैत', 'अंजुमन शैदा-ए-हुसैनी', 'अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन' वग़ैरा काबिल-ए-ज़िक़्र हैं। इन अंजुमनों से वाबस्ता कई मायानाज़ नौहा-निगार व नौहा-ख़्वाँ और मर्सिया-निगार व मर्सिया-ख़्वाँ अपने फ़न का जादू जगा रहे हैं। असद अब्बास, ख़ुशींद असरी, आसिफ़ जलाल बिजनीरी और कलीम असागर नौहे व मर्सिए लिखते भी हैं और पढ़ते भी हैं। ये शुहरा नौहों और मर्सियों के अलावा हम्द, नात, सलाम और मनक़बत भी लिखते हैं।

'अंजुमन-ए-हुसैनिया' में माज़ी में अख़्तर अब्बास (मरहूम) मुमताज़ अली (मरहूम) शाहिद हुसैन (मरहूम) आज़ाद भाई (मरहूम) नईम अख़्तर (मरहूम) शामिल रहे। जबकि अब साबिर रज़ा, असद अब्बास और इसार ज़ैदी अंजुमन को संभाले रहे हैं। अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन से मीर हुसैन (मरहूम) अब्दु रशीद (मरहूम) गुलाम आदिब (मरहूम) गुलाम हुसैन (मरहूम) इलियास हुसैन (मरहूम) गुलाम पंजतन (मरहूम) आबिद हुसैन (मरहूम) रियाज़ हुसैन (मरहूम) वाबस्ता रहे हैं। अब गुलाम रज़ा, अतहर अली, शब्बीर हुसैन वग़ैरा अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन का हिस्सा हैं। अंजुमन अंसार-ए-हुसैन में अली नज़र (मरहूम) के अलावा निशात, रियाज़ हुसैन

शामिल रहे।

अंजुमन लश्कर-ए-हुसैनी में ख़ुशींद असरी, मराब आलम, अशअर असरी 'रविश', अंजुमन फ़ैज़ान-ए-अहल-ए-बैत में फ़ीरोज़ अली व रजब अली, अंजुमन शैदा-ए-हुसैनी में महमूद असागर, आबिद हुसैन, मज़हर अली और अंजुमन दुआ-ए-ज़हरा में नायाब अली, अंसार हुसैन, तुराब अली वग़ैरा मेमन (मामन, जा-ए-अन्न) सादात में रसूम-ए-अज़ादारी को ख़ुसूसियत साथ संभालते हुए हैं। बस्ती के मर्सिया-निगारों में इतिज़ार हुसैन (मरहूम) लियाक़त हुसैन (मरहूम) अंसार हुसैन (मरहूम) ख़ुदा बाख़्शा (मरहूम) इस्माईल (मरहूम) गुलाम हसनैन (मरहूम) अब्दुल हमीद (मरहूम) वग़ैरा के नाम काबिल-ए-ज़िक़्र हैं। अहद-ए-हाज़िर के मर्सिया व नौहा पढ़ने वालों में ख़ुशींद ज़मानी, अली जान, नईम, ख़ुशींद हुसैन, आबिद हुसैन, हसन अली और मेहदी रज़ा के नाम अहम हैं।

सिर्फ़ मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) में ही नहीं हिंदुस्तान के कई दीगर मुक़ामात पर भी प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहे उन्हीं के तर्ज़ में पढ़े जाते हैं। हिंदुस्तान के अलावा पाकिस्तान और अमरीका के बाज़ शहरों में भी उनका रसाई कलाम सुनने को मिलता है। चाँद-रात और जुलूस-ए-जुलजनाह बरामद होने पर पढ़े जाने वाले उनके दो मशहूर नौहे क्रारइन के मुलाहिज़े के लिए पेश किए जाते हैं:

फिर चाँद मुहर्म्म का नुमूदार हुआ है  
फिर चाक़ दिल-ए-अहमद-ए-मुख़्तार हुआ है  
इस चाँद में क़ासिम के कटे दस्त-ए-हिनाई  
सर नंगा दुल्हन का सर-ए-बाज़ार हुआ है  
इस चाँद में बाज़ू कटे अम्बास-ए-जरी के  
उंडा अलम-ए-हैदर-ए-कर्ार हुआ है

इस चाँद में अकबर के लगी सीने पे बरखी  
असागर हदफ़-ए-तीर-ए-सितमगार हुआ है  
इस चाँद की दसवीं को बहन भाई से छूटी  
पामाल तन-ए-सय्यद-ए-अबबार हुआ है  
इस चाँद में आबिद के पड़ा तौक़ गले में  
और कैद भी वो साहिब-ए-आज़ार हुआ है  
ख़ुशनुदी-ए-ज़हरा का वो हामिल हुआ 'अख़्तर'  
जो सिब्त-ए-पयग़बर का अज़ादार हुआ है

नौहा  
जो नहर पे प्यासा सोता है  
ये उसकी सवारी आती है  
जो खून से रन को धोता है  
ये उसकी सवारी आती है

ये उसकी सवारी है लोगो  
शमशीरों के साथे में जो  
थामे था हुसैनी परचम को  
रोती है वफ़ा अब तक जिसको  
ऐ दिल तू ख़ुन आँसू रो  
जो फ़ौज़-ए-ख़ुदा का अफ़सर था  
ये उसकी सवारी आती है  
अब्बास जो रन से आते थे  
और मश्क़-ए-सकीना लाते थे  
नेज़ों पर नेज़े खाते थे  
याँ बच्चों को ग़श आते थे  
सब रो-रो कर चिल्लाते थे  
जो नहर से पानी लाता है  
ये उसकी सवारी आती है

ये वो तारीखी नौहे हैं जो 193२ से आज 2025 तक दुनिया के मुख़लिफ़ मुक़ामात पर पढ़े और सुने जा रहे हैं। 90 से ज़ायद बरस की इस्लाम में प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहों के पढ़े जाने का सिलसिला तीसरी नस्ल में दाख़िल हो चुका है। मेमन में साहब-ए-बयाज़ नौहा-ख़्वाँ ख़ुशींद असरी और उनके फ़रज़ंद अशअर असरी 'रविश' भी प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहे पढ़ते हैं। साबिर अब्बास चाँद-रात और आठ मुहर्म्म को ये दोनों नौहे पढ़ते हैं। पहले उनके वालिद ये नौहे पढ़ा करते थे। अमरोहा समेत हिंदुस्तान के मुख़लिफ़ शहरों के अलावा कराची, अटंटाटा और ह्यूस्टन में भी ये मशहूर-ए-ज़माना नौहे पढ़े जा रहे हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अन्न) में अज़ादारी की बुनियाद सिर्फ़ एक रस्म के तौर पर नहीं डाली, बल्कि इसे एक ज़िंदा रिवायत, फ़िक़री तहरीक और तबीयती अमल के तौर पर क़ायम किया। उन्होंने जिन मज़ालिस की बिना डाली उनमें सिर्फ़ मर्सिया-ख़्वानी ही नहीं होती थी, बल्कि फ़लसफ़ा-ए-शाहादत, इमाम हुसैन की तहरीक और अहल-ए-बैत की सीरत का बयान भी होता। ये मज़ालिस नई नस्ल के अज़हान को बेदार करने का वसीला बनीं। नौजवानों को मुस्तक़बिल की क़यादत के लिए तय्यार किया। इन मज़लिसों के साथे में कई ज़ाक़रीन, ख़ुतबा, और मर्सियाँ-ख़्वानों ने तर्बियत पाई, जो आज मुख़लिफ़ इलाक़ों में ज़िक़्र-ए-हुसैन का परचम थामे हुए हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की तक्ररों और तहरीरें ग़हरे इल्म और बसीरत से लबरेज़ होती हैं। अज़ादारी के प्लेटफ़ॉर्म को उन्होंने एक दीनी तर्बियत-गाह में तब्दील किया, जहाँ ज़िक़्र-ए-मज़लूम-ए-करबला दिलों को ख़िंशोड़ता, क़िरदार को सँवारता, और फ़िक़्र को ज़िला बाख़शाता। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदा का क़िरदार सिर्फ़ एक अज़ादार का नहीं, बल्कि एक मेअमार का था, जिन्होंने अपने ख़्वाब की ताबीर का जो चराग़ रौशन किया, वो आज भी ज़माने के ज़हन-ओ-दिल को रौशनी बाख़्शा रहा है। उनकी ख़िदमात को याद करना, उनके मिशन को आगे बढ़ाना और नई नस्ल को इस फ़िक़्रन व रूहानी मीरास से जोड़ना वक़्त की ज़रूरत है।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की ख़िदमात का तज़क़ीरा इज़िमाई बेदारी की अलामत है, क्योंकि जो क़ौम अपने मोहशिन को भुला दे, वो तारीख़ के अंधेरों में गुम हो जाती है। वो ज़माने जो ज़िक़्र-ए-अहल-ए-बैत से तर रहती हैं और वो क़दम जो अज़ादारी की राहों में गर्द-आल्द होते हैं, तारीख़ उन्हें अपने सुनहरे औराक़ में महफूज़ रखती है।

